درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذیؒ کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی زیارة الإخوان

بھائیوں (اور دوستوں) کی ملاقات کا بیان

O حدثنا محمد بن بشار والحسين ابن أبي كشبة البصري قالا ثنا يوسف بن يعقوب السدوسي اخبرنا سنان القسمالي عن عثمان بن أبي سودة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: من عاد مريضاً أوزار أخاله في الله ناداه مناد أن طبت وطاب ممشاك وتبوأت من الجنة منزلاً ...... هذا حديث غريب ...... وأبوسنان اسمه عيسى بن سنان ...... وقدروى حماد بن مسلمة عن ثابت عن أبي رافع عن أبي هريرة عن النبي ﷺ شيئا من هذا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو آدمی کسی مریض کی عیادت کرے یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کرے تو ایک فرشتہ اس کو آواز دیتا ہے کہ تو مبارک ہو' تیرا چلنا مبارک ہو اور تو جنت میں بڑا رتبہ پاوے ...... یہ حدیث غریب ہے ...... اور ابوسنان نام عیسٰی بن سنان ہے ...... اور حماد بن مسلمہ نے حضرت ثابت سے انہوں نے ابورافع سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

توضیح وتشریح:

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مریض کی عیادت اور کسی مسلمان بھائی کے ساتھ ملاقات کے لئے جانے میں کتنا بڑا اجر وثواب ہے۔؟ تو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ رکھنا' اور دوستوں' قریبوں' نسبی رشتہ داروں اور دینی بھائیوں' روحانی رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا محبوب عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب اور

معصوم مخلوق' فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے اور اس آدمی کی دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لئے دعائیں دیتا ہے۔طبت و طاب ممشاک و تبوأت من الجنة منزلا۔

اس میں دنیوی زندگی اور اخروی عیش کی بہتری کی دعائیں دی گئی ہیں۔طبت کے معنی ہیں تو مبارک ہو' تیری بھلائی ہو' تیرا عیش بہتر ہو۔و طاب ممشاک تیرا یہ چلنا مبارک ہو۔بعض کہتے ہیں کہ یہ اس سے کنایہ ہے کہ آخرت کے سفر کے راستے پر چلنا بہتری کیساتھ ہو۔رزائل اخلاق سے پاک ہو اور مکارم الاخلاق سے مزین ہو۔

و تبوأت من الجنة منزلا:

فرشتوں کی دعائیں حاصل کرو:

اس جملہ میں آخرت میں جنت کے درجات عالیہ عظیمہ کے حاصل ہونے کی دعا ہے۔پس ذرا غور کرنا چاہیے کہ کسی مسلمان کے لئے اس سے بہتر دعا کون سی ہو سکتی ہے۔کہ اس میں اس کی دنیوی عیش کے بہتر اور مبارک ہونے کی دعا ہو اور آخرت میں جنت کے اعلیٰ درجات پانے کی۔تو اگر کسی کا دل یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فرشتہ اس کے لئے دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی اور بہتری کی دعا کرے تو اس کے لئے چاہیے کہ مریضوں کی بیماری پرسی کے لئے جایا کرے۔نیز متعلقین اور دوستوں اور بالخصوص علماء اور صلحا کی زیارت اور ملاقات کے لئے جایا کرے۔تو اس کو فرشتوں کی دعائیں حاصل ہو جائیں گی جس کے مقبول ہونے کی پکی امید رکھی جاسکتی ہے۔

باب ما جاء فی الحیاء

حیاء کا بیان

○ ثنا ابو کریب أخبرنا عبدة بن سلیمان وعبدالرحیم ومحمد بن بشر عن محمد بن عمرو أخبرنا أبوسلمة عن أبی ھریرة قال: قال رسول اللہ ﷺ: الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة و البذاء من الجفاء و الجفاء فی النار۔ وفی الباب عن ابن عمرو أبی بکرة وأبی أمامة وعمران بن حصین﴾...... ھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان (یعنی اہلِ ایمان) جنت میں ہوگا اور بے حیائی و بدخلقی' ظلم اور بے وفائی ہے اور بے حیائی و بدخلقی کرنے والے جہنم میں ہوں گے۔اس باب میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابوبکرۃ اور حضرت ابوامامہ اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایات آئی ہیں۔اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح وتشریح:

اس باب میں حیاء کی فضیلت واہمیت بیان ہوئی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے اور بعض روایات میں حیاء کو عین ایمان قرار دیا گیا ہے اور جس میں حیاء ہو اس میں ایمان بھی ہوگا۔ تو وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس میں حیاء نہ ہو' بے حیا' فحش گو اور بد خلق ہو تو گویا اس نے ایمان باللہ کا جو وعدہ کیا ہے اس نے وہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ اس نے بے وفائی کی' جفا کی' اور ظلم کیا' تو ایسا آدمی جہنم میں جائیگا اور بعض روایات میں یہ مفہوم بھی ذکر ہوا ہے کہ حیاء اور ایمان دونوں جڑواں ہیں جب ان میں سے ایک چلا جائے تو دوسرا بھی اسکا ساتھ دے کر چلا جاتا ہے۔ یعنی حیاء کے چلے جانے سے ایمان بھی جاتا ہے۔ پس بے حیاء آدمی میں ایمان نہیں ہوگا لہذا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

حیاء کیا ہے؟

لغت میں کسی چیز کی بابت معیوب بننے کے خوف سے جو تغیر اور انکسار' انسان پر طاری ہو جاتا ہے' اس کا نام حیاء ہے۔ لیکن شریعت کی اصطلاح میں حیأ اس خصلت کو کہا جاتا ہے جو انسان کو قبائح سے روکنے کا باعث بنے' اور کسی حقدار کے حق میں کوتاہی کرنے سے اسے روکے۔ (تحفۃ الاحوذی)

پس اگر ذرا غور کیا جاوے تو یہی خصلت انسان کے لئے بریک کا کام دیتا ہے جب کسی گاڑی کا بریک صحیح اور مضبوط ہو تو رفتار کے دوران خطرہ سامنے آتے ہی بریک لگانے سے گاڑی کھڑی کر کے خطرے سے بآسانی بچائی جا سکتی ہے۔ اور جب کسی گاڑی میں بریک نہ ہو اور اسے رکوانے کا سسٹم خراب ہو تو وہ کسی بھی جگہ ٹکرا کر یا کسی بھی گھڑے میں گر کر تباہ ہو سکتی ہے' شرک' کفر' زنا' چوری' ڈاکہ اور دیگر منکرات اور قبائح انسان کے لئے مہلک خطرات ہیں اور اس کی ہلاکت کے گھڑے ہیں۔ انسان کے اندر حیاء کا جوہر موجود ہو تو وہ ان قبائح اور مہلک خطرات سے بچ سکتا ہے۔ اور حیاء نہ ہو تو ان میں واقع ہو کر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ لہذا دین کیلئے سب سے اہم چیز حیاء ہے۔ حیاء نہ رہی تو دین نہیں رہتا۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ۔ و اذا عدمت الحیاء فافعل ماشئت۔ یعنی جب تو نے حیا کھو دی تو پھر جو چاہو کرو۔ کیونکہ پھر تو تیرے اندر برائی اور قبائح سے رکوانے کا جوہر ہی ختم ہوا ہے اور اب تو کسی بھی قبیح کے ارتکاب سے نہیں شرمائیگا۔

اور یہی وجہ ہے کہ طاغوتی مشن کی علمبردار قوتیں مسلمانوں کو دین اور مذہب سے بیزار کرنے کیلئے یہی حربہ استعمال کر رہی ہیں کہ اسلامی معاشرہ میں فحاشی و عریانی عام ہو جائے' اور مسلمان مرد اور عورتیں حیاء سے عاری ہو جائیں۔ اخبارات' ٹی وی' وی سی آر اور سی ڈیز کے ذریعے فحش تصاویر اور حیاء سوز پروگرام نشر ہوتے ہیں نیز این جی اوز وغیرہ کے ذریعے مسلمانوں کو بے حیا اور فاحش بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ گویا وہ اس نکتہ کو سمجھ چکے ہیں کہ حیا نکل جانے سے دین خود بخود نکل جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے اندر بے حیائی پھیلانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور جہاں بھی ان کی چال چلی ہے تو وہاں معاشرہ بے دینی کی طرف جا رہا ہے۔ دوسری

طرف مسلمانوں کی ذہنی غلامی کا یہ عالم ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جو کہ مصداق ہیں اس قول کے کہ:
"اے طبیب جملہ علتھائے ما" جو کہ امت کے ہر مرض کے طبیب ہیں۔ وہی پیغمبر ﷺ ان کو ہلاکت سے بچنے کے لئے جس زہر سے پرہیز کو لازمی قرار دے رہے ہیں، وہی میٹھا زہر مسلمان، دشمن کے ہاتھوں سے لے لے کر پی رہا ہے۔ اور اس کو اپنی ہلاکت کا احساس تک نہیں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہیے اور بے حیائی اور فحاشی کا اس سیلاب سے اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال کو بچانے کی فکر کرنی چاہیے تاکہ جہنم سے نجات حاصل کر سکیں۔

باب ما جاء فی التأنی والعجلة

وقار، تدبر اور عجلت پسندی کا بیان

○ ثنا نصر بن علی أخبرنا نوح بن قیس عن عبد الله بن عمران عن عاصم الأحول عن عبد الله سرجس المزنی أن النبی ﷺ قال: السمت الحسن و التؤدة و الاقتصاد جزء من أربعة وعشرین جزاء من النبوة۔ وفی الباب عن ابن عباس۔ هذا حدیث حسن غریب۔

حدثنا قتیبة أخبرنا نوح بن قیس عن عبد الله بن عمران عن عبد الله بن سرجس عن النبی ﷺ نحوه ولم یذکر فیه عن عاصم والصحیح حدیث نصر بن علی۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنجیدگی، تدبر اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں جزء ہے۔ اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت آئی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

دوسری روایت میں بھی یہی مضمون نقل کیا ہے اس لئے متن حدیث ذکر کرنے کے بجائے "نحوہ" کہہ کر اسی پر اکتفا کیا، البتہ دونوں روایتوں کی سند میں قدرے فرق ہے۔ اس وجہ سے اس کو علیحدہ روایت قرار دیا گیا۔ سند کا فرق یہ ہے کہ پہلی روایت امام ترمذی رحمہ اللہ نے نصر بن علی سے روایت کی ہے، نیز اس روایت میں عبداللہ بن عمران اور عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان عاصم أحول کا واسطہ آیا ہے، اور دوسری روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قتیبہ سے روایت کیا ہے اور اس میں حضرت قتیبہ نے عبداللہ بن عمران اور حضرت عبداللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان عاصم کا واسطہ ذکر نہیں کیا ہے۔ باقی دونوں نے ایک ہی طرح کی حدیث نقل کی ہے، لیکن

آخر میں امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ نصر بن علی کی حدیث (یعنی پہلی روایت) صحیح ہے۔

توضیح وتشریح: اس باب میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ وقار، سنجیدگی، تأمل اور تدبر کیساتھ کوئی فیصلہ کرنا، نیز اعتدال، میانہ روی حلم بردباری اور منصف مزاجی کے ساتھ کوئی کام انجام دینا کاملین کی صفت ہے اور جلدی یا عجلت پسندی بری خصلت ہے۔ پہلے والی صفات حسنہ انبیاء کرام علیہم السلام کی خصال میں سے ہیں اور عجلت پسندی شیطان کی طرف سے ہے۔

السمت الحسن:

کا معنی ہے اچھا رویہ، بہتر طور طریقہ اور سنجیدگی۔ التؤدة اور التانی دونوں ہم معنی ہیں، یعنی کسی کام میں سوچ تدبر اور تأمل اختیار کرنا اور جلدی نہ کرنا۔

الاقتصاد: قصد سے مأخوذ ہے اور اس کا معنی ہے اعتدال اور میانہ روی سے کام لینا، افراط و تفریط سے بچنا۔

جزء من اربعة وعشرين جزءا من النبوة:

اس میں دو احتمال ہیں (۱) پہلا احتمال یہ کہ ان صفات کا مجموعہ نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ ان صفات میں سے ہر ایک صفت نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔ اور اسی دوسرے احتمال کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت انسؓ کی ایک مرفوع روایت میں ہے۔ السمت الحسن جزء من خمسة وسبعين جزءا من النبوة۔ یعنی اچھا رویہ اور سنجیدگی نبوت کا پچھتر واں جزء ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس خاص عدد کے مذکور ہونے سے مراد تکثیر ہے تحدید نہیں ہے۔

اور علامہ تورپشتی فرماتے ہیں۔ والطريق إلى معرفة ذلك العدد ووجهه بالاختصاص من قبل الرأى والاستنباط مسدود فإنه من علوم النبوة۔

ترجمہ: یعنی رأی اور اجتہاد کے ساتھ اس عدد اور اس کی وجہ تخصیص معلوم کرنے کے لئے راستہ بند ہے کیونکہ یہ علوم نبوت میں سے ہے۔ (جو کہ اجتہاد سے معلوم نہیں کیا جا سکتا)

جزء نبوت ہونے کا مطلب:

یہ جو ذکر ہوا کہ سنجیدگی، تدبر اور میانہ روی نبوت کا ایک جزء ہے اس سے کیا مراد ہے، یاد رکھیں کہ اس سے یہ مراد نہیں لیا جا سکتا کہ نبوت میں تجزی آتی ہے اور یہ مراد بھی نہیں لیا جا سکتا کہ جس آدمی میں اس قسم کی صفات جمع ہو جائیں تو وہ نبی بن جائے گا۔ کیونکہ نبوت وہبی اور عطائی چیز ہے۔ اس میں انسان کے کسب و عمل کا دخل نہیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ خصال، خصال نبوت ہیں اور یہ صفات ان کے فضائل کے اجزاء میں سے ہیں لہذا ان اجزاء میں ان انبیاء کرام کی پیروی کریں تو فضائل نبوت کے بعض اجزاء تم بھی حاصل کر سکو گے۔